مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کی تفسیر "ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن" منہج اور خصوصیات

Style and Characteristics of Maulana Sarfaraz Khan Safdar, s Tafseer. "Zakheerat ul Jinan fi feham ul Quran"

DOI: 10.5281/zenodo.7574745

*Sadar Shaheed

**Hafiz Abdul Quddus

Abstract

Maualana safdar sahaib is one of those scholars who bravely fought every innovations on all front .He presented the image of true Islam in the world by dealing with new problems in the religion of Islam . He fought intellectually against those myths and heresies in the Pakistani society which have not even a distant connection with Islam .He was born in the district of Mansehara in 1914 and belonged to the yusufzai tribe ofz pashtun . His father was a disciple of Khawaja Abdul Ghafoor Akhund ,a practicing religious scholar of swat state . He received his early Education at home. He travelled far and wide to acquire knowledge and learned from great scholars of those times. He visited deoband to complete the knowledge of hadith. He was taught hadith by a great scholar like Maulana Hussain Ahmad Maddani. He responded the opponents with solid and clear argum ents from the Qur 'an and sunnah. He did not let the noble qualities like gentleness, justice and civility slip out of his hand . He did not respond with harshness and crussing speech but instead adopted the high quality of Hamida. He rejected false and misleading ideas with strong evidences of Islamic shariah .

Keywords: Maualana safdar, Maulana Hussain Ahmad Maddani, gentleness, civility

خاندانی پس منظر / ابتدائی حالات اور نسب:

حضرت مولانا شیخ الحدیث والتفسیر کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے ''محمد سرفراز خان بن نور احمد خان بن گل احمد خان بن مولوی گل'' قومیت کے لحاظ سے آپؒ یوسف زئی پٹھان ہیں۔ یوسف زئی خاندان کا یہ حصہ ہزارہ کے علاقہ میں سواتی برادری کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔ آپؒ کا خاندانی تعلق اسی سواتی برادری کی شاخ مندراوی سے ہے۔ ضلع مانسہرہ میں اور خاص طور پر شکیاری سے ایک میل آگے اچھڑیاں گاؤں میں آج کل بھی یہ برادری بڑی تعداد میں آباد ہے۔

آپؒ کے والد (نور احمد خان) ریاست سوات کے ایک با عمل عالم دین، ولی کامل، خواجہ عبد الغفور اخوندؒ کے دست حق پرست پر بیعت کئے ہوئے تھے۔ آپؒ روحانی تربیت و تزکیہ کے لیے اکثر اپنے شیخ کامل کی خدمت میں حاضر ہوتے اور درخواست کرتے

....

*Ph.D Scholar , Department of Islamic Studies and Research ,UST Bannu

**Associate Professor,Department of Islamic Studies and Research , University of Science and Technology Bannu

کہ حضرت دعا فرمائیں "میری اولاد عالم دین ہو" اللہ رب العزت نے آپ کی قلبی خواہش اور آپ کے شیخ طریقت کی دعا کو یوں قبول فرمایا کہ آج آپ کی اولاد کا علمی وروحانی سلسلہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور بندگان خدا ان سے فیض یاب ہو رہے ہیں [1]۔

جب آپؒ کے والد محترم کی عمر تقریباً ساٹھ سال ہوئی تو آپ کی سوتیلی والدہ مرحومہ اور خاندان کے بعض دیگر بزرگوں نے اولاد کی غرض سے ان کو دوسری شادی پر مجبور کیا تو ابتداء میں تو انکار میں تھے مگر بالآخر وہ بھی راضی ہو گئے اور ڈنہ کے مقام کے چچا خاندان کی پندرہ وسولہ سال کی ایک خاتون سے جن کا نام بی بی بخت آور تھا۔ یہ حضرت شیخ کی حقیقی والدہ محترمہ تھیں۔ شادی کے بعد ان کے بطن سے 1911ء میں ایک بیٹی حکم جان پیدا ہوئی۔ دوسرا بیٹا یعنی شیخ صاحبؒ 1914ء کو پیدا ہوا۔ جس کا نام محمد سرفراز خان رکھا گیا جو بعد میں امام اہلسنت، استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدرؒ کے نام سے معروف ہوئے۔ اس کے 1917ء کو آپؒ کے چھوٹے بھائی مفسر تفسیر معالم العرفان فی دروس القرآن مولانا عبدالحمید خان سواتی کی ولادت ہوئی [2]۔

ولادت:

شیخ الحدیث والتفسیر امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ ضلع مانسہرہ صوبہ خیبر پختونخواہ (پاکستان) کے ایک غیر معروف گاؤں ڈھکی چیڑاں داخلی "کڑمنگ بالا" میں 1914ء پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام نور (احمد) خان ولدِ گل احمد خان تھا۔ آپؒ کے والد بزرگوار محترم نور احمد خان مرحوم ایک نیک سیرت نماز وروزہ کے پابند اور باخدا انسان تھے۔ قومیت کے لحاظ سے سواتی پٹھان ہے [3]۔

شیخ صفدرؒ کے القابات:۔

آپؒ کا اسم گرامی محمد سرفراز خان، کنیت ابو الزاہد، تخلص صفدرؒ اور لقب امام اہل سنت ہے۔ آپؒ نے ابو الزاہد کنیت اپنے بڑے فرزند مولانا زاہد الراشدی کے نام کی مناسبت سے اختیار کی۔

صفدرؒ کی وجہ تسمیہ:

آپؒ خود یہ بیان فرمایا کرتے تھے: "میں دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھا۔ میں ایک روز کسی وجہ سے کچھ تاخیر سے جماعت میں حاضر ہوا اور طلبا کی صفوں کے درمیان سے گزرتا ہوا اپنی جگہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ میرے استاد محترم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے مجھے یوں جلدی جلدی آتے دیکھا تو فوراً بول اٹھے، صفدر آرہا ہے۔ تمام طلبہ نیا نام سن کر مسکرا پڑے تو شیخ العرب والعجمؒ نے فرمایا: یہ وہ صفدر ہے جو ان شاء اللہ حق وباطل کی صفوں میں تمیز کرے گا" [4]

ابتدائی تعلیم وتربیت:

آپؒ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی یعنی ناظرہ قرآن اور عصری علوم یعنی سکول کی ابتدائی کلاسیں گھر ہی میں لی۔ چونکہ آپؒ ایک دیہاتی اور پہاڑی ماحول میں پیدا ہوئے تھے اسلئے اس سے زیادہ تعلیم وتربیت اور علم کا انتظام نہ

تھا، جسکی وجہ سے زیادہ تر وقت میں بھیڑ بکریاں چرایاں کرتے تھے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے شیخ التفسیرؒ کے دل میں فطرتاً تعلیم کے تصورات ڈالیں تھے۔ جس کے ذریعے آپؒ انسانی افکار کی تسکین اورانسانی قلوب کی ابیاری کرنا تھی۔انسانیت کو گمراہی کی تاریکیوں سے نجات دلاکر ہدایت کی روشنی سے منور کرنا تھا۔نسلِ انسانی شرک وبدعات کی آلودگیوں سے پاک کرکے توحید وسنت کے پاکیزہ تصورات کی طرف اس کی راہنمائی کرنا تھا۔ معاشرہ کی رسوماتِ باطلہ کے خلاف عالمِ بغاوت بلند کرکے اس کی جگہ اسلامی معاشرہ کے قیام کیلئے جدوجہد کرنا تھااور خاوندانِ ظلم واستبداد کوعدل وانصاف کا پیغام دینا تھا[5]۔

صفدرؒ کو بچپن سے علوم و فنون حاصل کرنے کا شوق تھا۔آپؒ اپنے عہد کے عظیم محدث،سچے، عارف کامل انسان اور مفسر تھے حصول علم کے لیے مختلف شہروں کاسفر کیااور علماء کرام سے استفادہ کیا۔ حنفی مذہب سے تعلق رکھتے تھے حضور ﷺ کی سیرت سے اچھی طرح واقف تھے جملہ تصنیفات مختلف عنوانات پر مشتمل ہیں جن سے آپؒ کی وسیع معلومات کا پتہ چلتاہے ان میں سے سب سے زیادہ مشہور تفسیر"ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن"ہے۔جس میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت اقوال وافعال، عادات،کردار، حرکات وسکنات اور طریق معاشرت کو محفوظ کیا گیاہے اور دیگر مضامین بھی شامل ہیں۔ آپؒ کو مختلف علوم و فنون میں دسترس حاصل تھی اشعار سے بھی دلچسپی رکھتے تھے اس لیے تفسیر میں علامہ اقبالؒ اوردوسرے فارسی زبان کے اشعار نقل کیے ہیں[6]۔

تحصیلِ دینی علوم کیلئے سفر:

شیخ صاحبؒ کے والدین کا انتقال آپؒ کے نوعمری ہی میں ہوکر آپؒ یتیم ہوگئے اسلئے آپؒ کے تعلیم وتربیت کوئی ظاہری امکان نہ تھالیکن علاقے کے کسی نیک اور مخلص شخص کی شفقت اور محبت نے آپؒ کی زندگی سنوار دی اورانہوں نے شیخ صفدرؒ اور ان کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ کو دینی تعلیم کے حصول کیلئے کسی دینی مدرسہ میں داخلہ لینے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ دینی علوم کی تحصیل کیلئے بہت سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑاجس میں بیرونی ممالک کو سفر کرنا بھی شامل ہیں[7]۔

تفسیر "ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن"کا تعارف اوراس کی عصری ضرورت:۔

یوں تو قرآنِ پاک کی بے شمار تفاسیر مختلف زبانوں میں لکھی جاچکی ہیں اور لکھی جارہی ہیں لیکن آپؒ کی تفسیر **"ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن"** کاایک جداگانہ انداز ہے یہ تفسیر شیخ صفدرؒ کے تفسیری افادات کا ذخیرہ ہیں اگرچہ آپؒ کی یہ خواہش تھی کہ تفسیر کوخود اپنے ہاتھوں سے زیرِ قلم کرو لیکن زیادہ مصروفیات کی وجہ سے اسکی تکمیل نہ کرسکاالبتہ پہلے آٹھ جلدیں آپؒ کی زندگی میں آپؒ کے فرزند مولاناعبدالقدوس خان قارنؒ اورآپؒ کے شاگردِ خاص مولانا محمد نواز بلوچ اوران کے رفقاء پنجابی سے اردو کے قالب میں ڈھال کر "ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن"کے نام سے مرتب کرتے رہے اور مولاناکے مرید خاص حاجی لقمان اللہ کے زیرِ نگرانی میں شائع ہوتے رہے[8]۔

جس طرح بیان کیا گیاہے کہ تصنیف وتالیف میں بھی آپؒ کی خدمات (contributions) کسی سے کم نہیں آپؒ کی تصانیف

پڑھنے والوں کیلئے بہت دلچسپ ہیں کیونکہ آپؒ کی تصنیفات ظرافت، سائستگی، اردو ادب کی چاشنی، براہین و دلائل اور ہر مسئلہ پر گہری نظر جیسے خصوصیات سے بھری پڑی ہیں۔ آپؒ کے تصانیف کی تعداد تقریباً چونسٹھ (64) تک ہیں جو کہ اہل علم اور عوامی حلقوں میں بہت مقبول ہیں[9]۔

تعارف تفسیر:

مندرجہ بالا تصانیف میں سے آپؒ کی مایہ ءناز تصنیف "تفسیر ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن "ہے آپؒ کی اس تفسیر کی پہلی جلد مئی 2002 میں شائع ہوئی تھی۔ پہلے آٹھ جلدیں آپؒ کی زندگی میں آپؒ کے بیٹے مولانا عبد القدوس خان قارنؔ اور آپؒ کے شاگردِ خاص مولانا محمد نواز بلوچ اور ان کے رفقاء پنجابی سے اردو کے قالب میں ڈھال کر "ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن" کے نام سے مرتب کرتے رہے اور مولانا کے مرید خاص حاجی لقمان اللہ کے زیرے نگرانی میں شائع ہوتے رہے۔اور باقی جلدیں آپؒ کے وفات کے بعد انہی حضرات کے مساعدے اور کوششوں سے (21) جلدیں ایک تفسیر کی صورت میں مکمل ہوئی جو کہ لائبریریوں میں موجود ہیں۔

تفسیر "ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن" کا منہج اور اسلوب:

قرآنِ پاک کی تفسیر، تشریح اور توضیح کرنا ہر انسان کا کام نہیں کیونکہ اس میں پوری مہارت اور عبور کے حصول کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے مفسرین حضرات جب کبھی تفسیر یا کوئی دوسری تحریر کا ارادہ فرماتے تو پہلے اس پر مکمل عبور حاصل کرتے۔ جب تک تمام متعلقہ فنون میں مہارت حاصل نہ ہو تا اس وقت تک قرآن پاک کی تفسیر و تشریح کرنا نہ صرف یہ کہ ناجائز بلکہ ناممکن بھی ہے کیونکہ یہ کلام الہٰی ہے اور اس کو سمجھنا اور دوسروں کو سمجھا کر اس کی تعلیم دینا اتنا آسان کام نہیں۔ ہر مفسر تشریح و توضیح کرنے کے لئے اپنا ایک مخصوص طریقہ کار منہج اور اسلوب اختیار کرکے سامنے لاتا ہے۔ اسی بنیاد پر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؔ صاحبؒ نے اپنی اس مائہ ناز تفسیر "ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآنؒ" میں اپنا ایک منہج اور اسلوب وطریقہ کار کو اپنایا ہے۔

شیخ صفدرؒ کا شمار ان جیّد علماء، شیوخ اور مفسرین میں سے ہیں جنہوں نے قرآن پاک کا اصل مقصد اور منشا کو واضح فرمایا۔ تفسیر "ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن جامع تفسیر ہے یہ کل اکیس (21) جلدوں پر مشتمل ہیں جن کی ترتیب کچھ یوں ہیں۔

جلد اول سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ، جلد دوم صرف سورۃ البقرہ، تیسری جلد سورہ آلِ عمران، چوتھی جلد سورۃ النساء، پانچواں جلد سورۃ المائدہ، چھٹا جلد سورۃ الانعام، ساتواں جلد سورۃ الاعراف، آٹھواں جلد سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ، نواں جلد سورۃ یونس اور سورہ ہود، دسواں جلد سورہ یوسف، سورہ رعد اور سورہ ابراہیم، گیارواں سورہ حجر، نحل اور بنی اسرائیل، بارواں جلد سورۃ الکہف، مریم، اور طٰہٰ، تیرواں جلد سورۃ الانبیاء، حج اور سورۃ المؤمنون، چودھواں جلد سورۃ النور، فرقان، شعراء اور سورۃ النمل، پندرواں جلد سورۃ القصص، عنکبوت، روم اور لقمان، سولویں جلد سورۃ السجدہ، احزاب،

سباء، فاطر اور یٰسین، سترہ واں جلد سورۃ الصٰفٰت، ص، الزمر اور سورۃ المؤمن، آٹھارواں جلد حٰم سجدہ تا سورۃ احقاف، اُنیسواں جلد سورۃ محمد تا سورۃ الحدید، بیسواں جلد سورۃ المجادلہ تا سورۃ المرسلات (پارہ آٹھائیس اور پارہ اُنیتس) جبکہ اکیسواں جلد سورۃ النباء تا سورۃ الناس (آخری تیسواں پارہ) پر مشتمل ہے۔ اور تقریباً 9651 صفحات پر مشتمل تفسیر ہے۔

اس میں مفسّر صاحب نے عقائد، مسائل، تصوف، سیرت اور مختلف موضوعات پر بحث کی ہے۔ اس کا منہج اور اسلوب نہایت سادہ اور آسان ہے۔ قارئین کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اس میں موجود حکایات اور واقعات تفسیر کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس کا ایک مخصوص منہج، اسلوب اور امتیاز ہے جس کا تفصیلاً ذکر ذیل میں کیا جائے گا۔

عمومی اندازِ تفسیر:

آپؒ کا اندازِ تفسیر بالکل اپنے استادِ محترم مولانا حسین علیؒ کی طرح ہے۔ ربطِ آیات اور ردِ شرک وبدعات کی آہمیت وانفرادیت آپؒ کے استادِ محترم کی خاص خوبی تھی۔

آپؒ قرآنِ کریم کی تفسیر میں استنباطِ احکام میں فروعی مسائل کو نہیں چھیڑتے بلکہ تفسیر میں مشکل ترکیب، ترجمہ، تفسیر، ربط آیات، اہم شان نزول، ترکیب، صیغہ، صرفی ونحوی اشکالات کے جوابات وغیرہ کا بطور خاص خیال رکھ کر بحث کی ہے[10]۔

1۔ ترجمہ کی ہیئت:

صفدر صاحبؒ نے بامحاورہ ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ لفظی ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔ یعنی حرفاً حرفاً یا آیات کے حصوں کا الگ الگ ترجمہ کیا ہے۔ ہر جلد کے شروع میں مضامین کی فہرست اور عنوانات دی گئی ہے۔ تاکہ مطلوبہ مسائل کا تلاش آسانی سے ہو سکے۔

2۔ سورتوں اور آیات کی ہیئت:

سورتوں کی آیات کی مکی اور مدنی ہونے کی نشاندہی کی ہے۔ اور ترتیب نزول اور موجودہ قرآنی ترتیب (توقیفی) کے لحاظ سے سورتوں کی وضاحت کی ہے۔ اور ان میں آیات اور رکوعات کی تعداد بھی بتائی ہے۔

3۔ ہر سورت کی وجہ تسمیہ اور عنوان بھی بیان کی ہے۔ مثلاً بقرہ گائے کو کہتے ہیں اور اس سورت کو سورۃ البقرہ اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس سورت میں بنی اسرائیل کے بقرہ (گائے) کا زیادہ تر ذکر ہے۔

4۔ شانِ نزول: آپؒ نے موقع محل کے مطابق مختلف قرآنی آیات اور واقعات کا شان نزول بھی بیان فرمائی ہے۔ اس حوالے سے آپؒ مختلف تفاسیر سے استشہاد فرمائی ہے۔

5۔ مشکل الفاظ اور لغات کی وضاحت بیان کی ہے۔ صوفیاء کے افکار اور مفسرین کے خیالات اور نظریات وضاحت کی ہے۔ اسی طرح سورتوں کی فضیلت احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں بیان کی[11] مثلاً اس میں سورۃ الفاتحہ کی فضیلت کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے کہ "اس سورۃ کا نام سورۃ الفاتحہ ہے فتح کا ایک معنی کھولنا بھی ہے چونکہ یہ سورۃ قرآن کریم کو کھولنے والی ہے، اس

سے قرآن کریم کی ابتداء ہوتی ہے اس لئے اس کو فاتحہ کہتے ہیں اس کے بعد سورۃ میں بھی پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ(2)الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ(3)مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ" یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا بے حد مہربان ہے نہایت رحم کرنے والا ہے جو جزا اور بدلے کے دن کا مالک ہے ۔اسی طرح اس سورت کا نام شافیہ بھی ہے۔یعنی شفا دینے والی۔حقیقتاً تو شفا دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔مگر اس میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے جس کی وجہ سے روحانی اور جسمانی بیماریوں سے شفا ملتی ہے۔

اس ضمن میں شیخ صفدرؒ نے اپنی اس تفسیر میں بخاری شریف (ص304) کی ایک طویل حدیث پیش کی ہے "کہ آنحضرت ﷺ نے ایک محاذ پر صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو روانہ فرمایا کامیابی کے بعد جب واپس ہوئے رات ایک چھوٹے سے قصبے میں ہوئی وہاں رات گزارنے کا ارادہ کیا لیکن وہاں کے لوگوں نے ان کی مہمانی سے انکار کیا اور انہوں نے صحابہ کرامؓ کو قصبے سے باہر نکال دیا تو صحابہ کرامؓ نے قصبے کے قریب ہی ڈیرہ ڈال دیا خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ قصبے کے بڑے سردار کو ایک زہریلے جانور نے ڈنگ مارا۔تو قصبے والے مجبور ہو کر صحابہ کرامؓ کے پاس آئے اور کہا کہ کیا تم میں سے کوئی دم کرنے والا ہے؟ حضرت ابوسعید خدریؓ نے کہا کہ ہاں دم کریں گے مگر تیس بکریاں لیں گے۔تیس اس لئے کہا کہ یہ آدمی تیس تھے ہر ایک کو ایک، ایک آجائے گی۔چنانچہ ان کے ساتھ گئے اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو اس کو اس طرح محسوس ہوا کہ کبھی تکلیف ہوئی ہی نہیں ہے صحابہ کرامؓ نے فرمایا شرط پوری کرو کہ تیس بکریاں ہمارے حوالے کرو۔چناچہ تیس بکریاں ان کے حوالے کئے۔مگر تقسیم کئے بغیر مدینہ منورہ میں جا کر آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر یہ ہمارے لئے جائز ہوں گی تو تقسیم کریں گے ورنہ مالکوں کو واپس کر دیں گے ۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا"ان احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ" بیشک جن چیزوں پر تم اجر لیتے ہو ان میں اللہ تعالیٰ کی کتاب زیادہ حق رکھتی ہے کہ تم اس پر اجر لو۔اور فرمایا کہ اس مزدوری میں سے میرا بھی حصہ نکالو۔تو اس سورت کو شافیہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے [12]۔

شیخ صفدرؒ نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے اور سیرت کے متنوع موضوعات کا ذکر کیا ہے ۔فضائل و شمائل نبوی ﷺ کے ساتھ ساتھ حیات رسول ﷺ کے واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔علاوہ آزیں تھوڑی بہت صرف، نحو، لغتِ الفاظ، فقہ، سیرت، بالخصوص ایمانیات اور عقائد پر زیادہ بحث کی ہے۔

6۔ تفسیر کا انتساب حضرت مولانا محمد نواز بلوچ صاحب کے نام پر ہوئی ہے جنہوں نے حضرت مولانا صفدرؒ کے تفسیری نکات کو بہتر طریقہ سے ترتیب دے کر جمع کی ہے اور ایک مکمل تفسیر کی شکل میں ہمارے سامنے آموجود ہے۔

7۔موقع محل کے مطابق مختلف مقامات پر آحادیث مبارکہ ﷺ، آثار، اقوال صحابہ کرامؓ، فقہاء اربعہ، سلف صالحین کرامؒ سے بھی شیخ صاحبؒ نے مناسب دلائل پیش کی ہیں۔اکثر مقامات پر قرآنی آیت یا آحادیث کا عربی متن نہیں بلکہ سادہ سا حوالہ دیتے ہیں۔یعنی یوں کہتے ہیں کہ بخاری یا مسلم شریف میں یا ابن کثیر وغیرہ میں یوں مذکور ہیں۔

8۔ تفسیر میں جگہ جگہ اردو، عربی اور فارسی زبان میں اشعار استعمال کیا ہے مثلاً علامہ اقبالؒ، مولانا ظفر علی خان کے اشعار کا حوالہ دیتے ہیں۔ مثلاً غزوہ بدر کے بارے میں مولانا ظفر علی مرحوم کہتے ہیں:

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی[13]

9۔ حکومتی حالات اور اختیارات کے حوالے سے شیخ صاحبؒ اکثر افغان طالبان جو کہ 1997ء کے عشرے میں برسرِ اقتدار تھے کا حوالے دیتے ہیں اور ملک میں کرنٹ حکومتی رسہ کشی کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔

10۔ اکثر واقعات کو شیخ صاحبؒ نے دو دو دفعہ بلکہ تین دفعہ بیان کی ہے۔

بحثِ ربط آیاتِ قرآنی:

شیخ صفدرؒ لکھتے ہیں کہ آیا قرآنِ پاک آپس میں مربوط ہے یا نہیں، اس طرح کہ سورتوں کا سورتوں کے ساتھ ربط، رکوعوں کا رکوعوں کے ساتھ ربط، آیتوں کا آیتوں کے ساتھ آپس میں ربط اور جوڑ ہے یا نہیں؟ تو اس کے بارے میں شروع ہی سے مفسرین حضرات میں اختلاف چلا آرہا ہے اسلئے شیخ صاحبؒ نے مفسرین حضرات کے دو گروہوں کا ذکر کیا ہے۔

1۔ مفسرین کرامؒ کے ایک طبقہ کے مطابق قرآن کریم میں کوئی ربط نہیں کیونکہ یہ شاہی فرمان ہے اور بادشاہ اپنے ایک وزیر کو حکم دیتا ہے۔ کہ تونے یہ کام کرنا ہے پھر دوسرے وزیر کو حکم دیتا ہے کہ تونے وہ کام کرنا ہے وغیرہ۔ تو ان میں کسی ربط کی ضروت نہیں۔

تو اسی طرح قرآن میں کہیں پر نماز قائم کرنے کا، کہیں پر جہاد اور کہیں پر والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور فرمان برداری کا حکم ہوگا۔ یہ بھی شاہی فرمان ہے بس شاہی فرمان ہے اس کو مانو اور اس پر عمل کرو[14]۔

2۔ مفسرین کرامؒ کا دوسرے گروہ کے مطابق یہ بلاشبہ قرآن کریم شاہی حکم ہے، مگر شاہی فرمان کے باوجود اس میں ربط موجود ہے۔ صفدر صاحبؒ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی تفسیر میں ربط سب سے زیادہ مشکل ہے۔

جن حضرات قرآن پاک کے ربط کو بڑی اہمیت دیتے تھے ان میں امام فخر الدین رازیؒ، علامہ ابو السعود محمد بن محمد ابن عمادیؒ، متاخرین میں سے حضرت حقانیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، اور شیخ صاحبؒ کے پیرومرشد و استادِ محترم حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ کے علاوہ کئی دیگر بزرگ شامل ہیں[15]۔

الغرض شیخ صاحبؒ قرآنی سورتوں، قرآنی مضامین اور رکوعات کے مابین ربط واضح کرنے کے لیے اکثر اپنے استادِ محترم حضرت مولانا حسین علیؒ کی کتاب **"بلغة الحيران فی ربط آيات الفرقان"** یا امام رازی کی تفسیر مفاتیح الغیب (تفسیرِ کبیر) یا مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تفسیر "بیان القرآن" سے حوالہ جات دی ہیں۔

بلکہ اکثر مقامات پر اپنے تفسیر میں شیخ صاحبؒ اپنے ذوق وشوق کے مطابق بھی ربط بیان فرمادیئے ہیں۔

اس حوالے سے شیخ صاحبؒ ایک جگہ لکھتے ہیں"وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ"[16] یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں تجھ سے پوچھتے ہیں سو میں قریب ہوں، تو جب وہ مجھ سے دعا مانگتے ہیں تو میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کر تا ہوں تو انہیں چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر یقین رکھیں تاکہ وہ رشد و ہدایت پائیں۔

سو شیخ صاحب یہاں پر لکھتے ہیں کہ چونکہ اس آیت سے پہلے اور بعد میں روزوں کے مسائل کا ذکر ہے۔اسلئے اس آیت کے ربط کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں نے اس کا ربط کسی تفسیر میں دیکھ کر تو نہیں پڑھا لیکن اپنی طرف سے عرض کر کے کہتا ہوں کہ روزوں کے مسائل میں دعا اور پکار کا مسئلہ درمیان میں اسلئے مذکور ہے کہ بعض علاقوں میں رمضان کے مہینے میں بعض لوگ اونچی آواز سے ذکر اور دعا کرتے ہیں۔ تو اللہ پاک نے روزوں کے مسائل میں آہستہ آواز سے ذکر اور دعا کے متعلق اشارہ فرما کر اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ "خیر الذکر الخفی "یعنی بہترین ذکر وہی ہے جو آہستہ آواز سے ہو[17]۔

2۔ تفسیری ماخذ کی روشنی میں قرآن کی تفسیر:

شیخ صاحبؒ قرآن کی تفسیر میں تفسیری مآخذ کا خاص خیال رکھا ہے۔ اللہ پاک نے آپؒ کو تفسیری مآخذ کی روشنی میں تفسیر کا خصوصی ذوق اور ملکہ عطا فرمایا تھا۔ چونکہ قرآنِ پاک کی تفسیر کا قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن کے کسی آیت کی تفسیر قرآن ہی سے ہو گی لہٰذا شیخ صفدرؒ سب سے پہلے قرآن کے کسی آیت کی تفسیر قرآن ہی سے اس کے بعد حدیث نبوی ﷺ سے پھر اقوالِ صحابہ سے کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر القرآن بالقرآن:

اس کا معنی ہے کہ قرآن پاک کی ایک آیت کی دوسری آیتِ قرآنی سے تفسیر اور توضیح کرنا

مفسر صفدر صاحبؒ اکثر قرآن مجید کے کسی آیت کی تفسیر قرآن مجید ہی کے کسی دوسری آیت سے کی ہے اس طرح کی تفسیر سب سے افضل ہوتی ہے کیونکہ اس میں کوئی اختلاف یا شکوک و شبہات کی گنجائش نہیں ہوتی۔

یہ قرآنِ پاک کی تفسیر میں ایک بنیادی اصول تفسیر القرآن بالقرآن ہے۔ اللہ رب العزت نے آپؒ کو اس بنیادی اصول تفسیر میں خصوصی ملکہ اور قابلیت عطا فرمائی تھی۔ یعنی جو مسئلہ بعض اکابر مفسرین حضرات نے قرآن کے بعض مقامات کی تشریح و تفسیر میں کئی صفحات میں واضح فرمائی ہے وہاں شیخ صاحبؒ نے وہ نہایت سادہ اور مختصر انداز میں چند جملوں میں بیان فرما دیا ہے۔ اس کے بارے میں مندرجہ ذیل مثالیں ذکر کئے جاتے ہیں۔

1:۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ "[18] ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگادی اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں بعض لوگوں نے یہ رائے قائم کر کے کہتے ہیں کہ ان بے چاروں کا کیا قصور ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے تو وہ ایمان کیوں کر لا سکتے ہیں؟اس حوالے سے کئی لوگ شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ تو اللہ پاک نے خود اس آیت سے پیدا ہونے والا شک وشبہ کا کافی و شافی جواب قرآنِ پاک میں دوسری مقام پر دیا ہے[19]۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِن بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ"[20]

ترجمہ: اورانہوں نے کہا کہ جس چیز کی طرف تو ہمیں بلا تا ہے، اس سے ہمارے دل پردوں میں ہیں اور ہمارے کان بہرے ہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک پردہ حائل ہے، لہٰذا تم اپنا کام کیے جاؤ، ہم اپنا کام کیا کرتے ہیں۔ تو اب جن لوگوں نے من چاہے زندگی اپنائی ہیں اور اپنی من مانی اور ارادے سے اپنے اعمال کی وجہ سے اپنے دلوں پر پردے تسلیم اور پسند کیے ہیں، اپنے آپ کو بہرے سمجھتے ہیں اور آنکھوں پر پردے تصور کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ربانی ہے کہ "نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى"[21] یعنی جدھر کوئی جانا چاہتا ہے، ہم ادھر ہی بھیج دیتے ہیں۔ جب وہ لوگ اس حالت پر راضی ہوئے تو اللہ رب العزت نے بھی فرمایا کہ اگر تم اسی حالت پر راضی وخوش ہو تو پھر ہمارا فیصلہ بھی تمہاری چاہت کے مطابق بس یہی ہے یعنی "خَتَمَ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ... عَذَابٌ عَظِيمٌ"[22]۔

2۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشادِ ربّانی ہے:

"وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا" "إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا"[23] ترجمہ: حضرت نوحؑ نے عرض کی کہ اے میرے رب! کافروں میں سے کوئی بھی گھرانہ اس زمین پر نہ چھوڑ۔ اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے جو اولاد ہوگی، وہ بھی بدکردار اور سخت کافر ہوگی۔ ان آیات سے ظاہر میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ "عالم ما کان ومایکون" تھے۔ اسی وجہ سے تو بعض اہل بدعت نے اس آیت سے حضرت نوحؑ کے "عالم ما کان ومایکون" ہونے پر استدلال کیا ہے۔ حضرت شیخؒ ان کے باطل استدلال کا جواب ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے "اصل میں تفسیر القرآن بالقرآن کا اصول چھوڑنے کی وجہ سے بعض لوگوں نے اس آیت کے سمجھنے میں سخت غلطی کی ہے[24]۔

قرآنِ پاک میں دوسری جگہ پر ارشاد ربانی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ نے قوم کے لیے جو بددعا فرمائی تھی، وہ اس فرمان الٰہی کے بعد تھی کہ تیری قوم میں سے کوئی بھی ایمان نہیں لائے گا "وَأُوحِيَ إِلَى نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ"[25] ترجمہ: اور حضرت نوحؑ کی طرف سے یہ حکم بھیجا گیا کہ اب ہرگز تیری قوم سے کوئی ایمان نہ لائے گا مگر جو ایمان لا چکا۔ سو تو ان کے کاموں پر ناامید یعنی غمگین نہ ہو جو وہ کر رہے ہیں۔

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ نے قوم کی تباہی اور ہلاکت کی دعا اس وقت مانگی تھی جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو یہ پیغام مل چکا تھا کہ اب آئندہ تیری قوم سے کوئی ایمان نہ لائے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہمارے حکم سے ہمارے آنکھوں کے سامنے کشتی تیار کرو[26]۔

2۔ تفسیر القرآن بالحدیث:

اس کا معنی قرآنی آیت کی تفسیر وتوضیح حدیث نبوی ﷺ سے کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے تفسیر القرآن بالقرآن کے ساتھ ساتھ آپؒ کو تفسیر القرآن بالحدیث میں بھی خصوصی ملکہ اوربلند پایہ ذوق عطافرمایا تھا۔ آپؒ تفسیر کرتے ہوئے کتب احادیث سے استفادہ کیا ہے اور دلائل کے ساتھ قرآن مجید کے آیات کی وضاحت فرمائی۔ آپؒ نے قرآن پاک کے بعد کسی آیت کی تفسیر حدیث پاک سے کی ہے کیونکہ جس ذات پر قرآن پاک نازل ہوا ہے ا س سے بہتر قرآنِ کریم کو کوئی نہیں سمجھ سکتا آورآپ ﷺ کی تفسیر سب پر مقدم ہوتی ہے۔

الغرض آپ کو اللہ تعالیٰ نے تفسیر القرآن بالحدیث کے اصول میں بہت زیادہ مہارت عطا فرمائی تھی۔

اسی اصول کے تحت قرآن مجید کی ایک جملہ "حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ"یعنی یہاں تک اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے" کی تفسیر حدیث مبارکہ کے ذریعے تلاش کرنے کے بارے آپؒ قرآنِ پاک کی آیتِ کریمہ پیش کرتے ہیں:[27]

"قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُواْ حَتَّى يَأْتِيَ اللّهُ بِأَمْرِهِ وَاللّهُ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ"[28] ترجمہ: اے نبی! کہہ دیجیے اگر تمہیں اپنے باپ، اپنے بیٹے، اپنے بھائی، اپنی بیویاں، اپنے کنبے والے اور اپنے اموال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے مندا پڑنے سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے وہ مکان جو تمہیں پسند ہیں، اگر اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

درجہ بالا آیت میں "حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ"کامفہوم کو سمجھنے کے لیے ابو داوٗد، نسائی، مسند احمد، الجامع الصغیر للسیوطی اور موارد الظمان میں مذکور ایک حدیث پیش کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ "[29] جب تم خرید وفروخت کے کام میں مصروف ہو جاؤ گے، جانوروں ہی کی دیکھ بھال میں لگ جاؤ گے اور تم کھیتی باڑی میں مصروف ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم ذلت مسلط کر دے گا، اس ذلت کو تم سے نہیں ہٹائے گا جب تک کہ تم اس اپنے دین کی طرف واپس نہ لوٹ آؤ۔"

شیخ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ اس حدیث مبارکہ میں "حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ" کے مفہوم کو واضح فرمادیا گیا کہ اس سے مراد ذلت کا مسلط ہونا ہے، جب تک تم جہاد نہیں کرو گے ذلت سے نہیں نکل سکو گے یعنی اس ذلت کو اس وقت تک نہیں ٹالا جاسکتا جب تک دین (جہاد) کی طرف رجوع نہ کیا جائے"[30]

3۔ تفسیر القرآن باقوال الصحابہ:

اس کا معنی قرآنی آیت کی تفسیر و توضیح صحابہ کرام کے اقوال سے کرنا۔

شیخ صفدرؒ نے تفسیر القرآن باقوال الصحابہ کے تحت اکثر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے تفسیری اقوال نقل فرماتے ہیں۔ آپؒ تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا یہ فرمان بخاری شریف کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ خود فرماتے ہیں کہ مجھے رب کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ میرے سے زیادہ کوئی قرآن کریم کو جاننے ولا ہے اور میری اونٹنی وہاں تک مجھے لے جاسکتی ہو تو میں ضرور جا کر اس سے حاصل کروں گا۔[31]

4۔ دیگر تفاسیر سے استدلال:

مفسر کتب حدیث، تصوف، فقہ کے علاوہ دیگر تفاسیر سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

مثلاً تفسیر ابن کثیر، تفسیر حازن، روح المعانی، امام فخر الدین رازیؒ، تفسیر بیان القرآن، تفسیر مظہری، قاضی بیضاویؒ، احکام القرآن، تفسیر ابن جریر طبری، البحر المحیط، تفسیر عزیزی، جلالین، معالم التنزیل، مدارک، کشاف وغیرہ سے مختلف جگہوں پر استدلال کی ہے۔ مثلاً شیخ صفدرؒ قرآنی آیت "وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ" کے بارے میں امام فخر الدین رازیؒ کی تفسیر "مفاتیح الغیب "سے استدلال کر کے لکھتے ہیں کہ اس سے مراد صرف مال ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر عطا کی ہوئی نعمت اور قوت ہے، یعنی عقل، بدنی طاقت، علم اور تعلیم وغیرہ۔

5۔ تفسیر القرآن کا آئمہ اربعہ، فقہاء وغیرہ کے اقوال سے استدلال:

اسی طرح شیخ صفدرؒ تفسیر القرآن باقوال الصحابہ کے ساتھ ساتھ تابعین، تبع تابعین، اتباع تبع تابعین، فقہا، محدثین اور متکلمین کے اقوال وارشادات موقع محل کے مطابق نقل فرماتے ہیں۔ آپؒ فقہی مسائل کے لیے البحر الرائق، فتح القدیر، شامی، در مختار، ہدایہ اور فتویٰ عالمگیری جیسی اہم کتب کے حوالہ جات نقل فرماتے۔

مثلاً شیخ صفدرؒ قرآن پاک میں مذکور لفظ **"طاغوت"** کی تفسیر میں امام مالکؒ کے اس قول سے استدلال کر کے یوں لکھتے ہیں "کل ما یُعبدمن دون اللہ فھو طاغوت" ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی بھی عبادت کی جائے وہ طاغوت ہے۔ مثلاً: لات، منات اور عزّٰی وغیرہ سب طاغوت ہیں[32]۔

5۔ ائمہ لغت کے اقوال وارشادات سے استدلال:

اسی طرح قرآن کریم کے مشکل الفاظ کے معانی کو شیخ صاحبؒ نہایت آسان پیرائے میں بیان فرمائے ہیں۔ جس آیت کریمہ میں جو مشکل لفظ ہو، آپؒ ائمہ کرامؒ کے اقوال وارشادات کی روشنی میں اس کی وضاحت فرماتے ہیں۔

6۔ صرفی ابحاث / صرفی قوانین اور قواعد سے استدلال:

بعض مقامات پر مفسر نے تفسیر میں صرفی تحقیق بھی کی ہے۔

مثلاً قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے: "وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ"[33] اور تمہاری پرورہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں" ربائب جمع ہے ربیبہ کی بمعنی تمہاری پرورده بچیاں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا"[34] یعنی بات میں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اور کون سچا ہو سکتا ہے؟ اسی آیت کریمہ کے صیغہ " قیلا " کے بارے میں شیخ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ قیلا، قال یقول کا مصدر ہے[35]۔

اسی طرح آپؒ اکثر یہ صرفی قاعدہ بھی بیان فرمادیا ہے کہ مصدر کے بدلنے سے معنی بدل جاتا ہے[36]۔ مثلاً وَعَدَ يَعِدُ وَعدًا کا معنی وعدہ کرنا اور وَعَدَ يَعِدُ وَعِيدا کا معنی ڈرانا اور خوفزدہ کرنا۔ اسی صرفی قاعدہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے شیخ صاحبؒ نے ارشاد ربانی کا ترجمہ کیا ہے "**الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ**"[37] یعنی شیطان تمہیں مفلسی اور تنگ دستی سے ڈراتا ہے اور تمہیں فحش کام کرنے کا حکم دیتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ تم سے اپنے فضل اور مغفرت کا وعدہ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑا وسعت والا اور جاننے والا ہے اس آیت میں یعدکم کا فعل دو مرتبہ آیا ہے۔ پہلی مرتبہ اس کا ترجمہ ڈرانا اور خوف زدہ کرنا کیا گیا ہے، جب کہ دوسری مرتبہ وعدہ کرنا۔ ایک ہی فعل کے دو الگ الگ ترجمے اسی صرفی قاعدہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیے گئے ہیں۔

7۔ نحوی ابحاث / نحوی قوانین اور قواعد سے استدلال:

شیخ صفدر صاحبؒ نے اپنی تفسیر میں جگہ جگہ نحوی مسائل کی بھی تفسیر و توضیح کا ذکر کرتے ہیں۔

مثلاً قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے:

"وَاللّٰهُ وَ رَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ"[38] ترجمہ: اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ حقدار ہے۔ کہ یہ لوگ اس کو راضی کریں، اگر وہ مومن ہیں۔ یہاں پر منافقین کا ذکر ہے جو دوسرے صحابہ کرام کو راضی کرکے قسمیں کھاتے تھے تو اللہ نے فرمایا کہ اے پیغمبر کے ساتھیوں! ان کو چاہئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرے، تو بعض جاہل قسم کے لوگ اس آیت کریمہ سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول ﷺ ایک شے ہیں، یعنی وہی اللہ تبارک وتعالیٰ ہے اور وہی رسول ہے الگ الگ نہیں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کو ذاتِ واحد کہتے ہیں اور استدلال اس طرح کرتے ہیں "ان یرضوہ" میں ضمیر مفرد کی ہے۔ جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹ رہی ہے اگر اللہ

تبارک وتعالیٰ اور رسول ﷺ الگ الگ ہوتے تو ضمیر تثنیہ کی ہوتی یعنی "ہ" کی بجائے "ھما" ہوتی اور معنی ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول زیادہ حقدار ہیں کہ یہ ان دونوں کو راضی کریں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول ﷺ ایک ہی چیز ہیں۔

شیخ صفدرؒ دیگر مفسرین کے الفاظ سے ضمیر مفرد کو لانے کا استدلال یوں بیان کر کے لکھتے ہیں کہ اصل میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول ﷺ کی رضا ایک ہے۔یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا آنحضرت ﷺ کی رضا میں ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ "**مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ**"[39] جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی "یعنی جس نے رسول ﷺ کو راضی کیا اس نے ربّ کو راضی کیا اور جب تک آنحضرت ﷺ راضی نہ ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ تو چونکہ رضا ایک ہے اس لئے ضمیر مفرد لائے ہیں[40]۔

8۔اختلاف و تطبیق:

اسی طرح مفسر صفدر صاحبؒ نے جہاں پر فقہی مسائل کا استخراج کیا ہے وہاں پر آپؒ نے مذہب ائمہ اربعہ کو اختیار فرمایا ہے اور اختلاف کی صورت میں امام آبو حنیفہؒ کے قول کو ترجیح دی ہے[41]۔

مثلاً قرآن مجید میں ارشاد ربّانی ہے۔

"**وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ**"[42] ترجمہ: اور تم میں سے جو شخص غربت کی وجہ سے آزاد ایمان والی عورتوں کے ساتھ نکاح کی استطاعت نہیں رکھتا تو اسے چاہئے کہ تمہارے ہاتھ کی مِلک ایمان والیوں (کنیزوں) سے نکاح کیا کریں۔

صفدر صاحبؒ نے اس آیت کی تفسیر میں امام ابو حنیفہؒ کا مسلک نقل کر کے لکھتے ہیں کہ امام آبو حنیفہؒ کے مطابق لونڈی سے نکاح نہیں ہوتا کیونکہ اس سے بغیر نکاح کے مباشرت کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ لونڈی یہودیہ یا نصرانیہ (اہلِ کتاب) ہو لیکن اس لونڈی کا مالک کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرا سکتا ہے۔

لونڈیوں کے ساتھ نکاح اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب اس شخص کا آزاد عورت سے نکاح کی طاقت نہ ہو اور اس کا زنا میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو مطلب یہ ہے ویسے تو لونڈی کے ساتھ نکاح بہتر نہیں۔ امام آبو حنیفہؒ آزاد عورت کو مومنہ لونڈی اور مومنہ لونڈی کو لونڈی سے بہتر قرار دیتے ہیں کیونکہ اس آیت میں مومنہ لونڈی کا ذکر ہے مگر یہ بھی ثابت نہیں کہ کتابیہ لونڈی سے نکاح حرام ہے۔ لیکن اس کے برعکس امام شافعیؒ یہ شرط بھی لگاتے ہیں کہ لونڈی کافرہ یا اہلِ کتاب نہ ہو[43]۔

اسی طرح ارشادِ ربانی ہے:

"**وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ**۔۔الی آخیرہ"[44] اور ہم نے اس میں ان پر فرض کیا تھا کہ جان کا جان کے بدلے قصاص ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اس آیتِ مبارکہ میں کہتے ہیں کہ مومن، کافر، آزاد اور غلام کی کوئی قید نہیں۔ زیرِ نظر آیتِ کریمہ سے شیخ صاحبؒ امام اعظمؒ کے مسلک سے استدلال کرتے ہیں کہ کان کے بدلے کان ناک کے بدلے

ناک اور دانت کے بدلے دانت کاٹا جائے گا۔ بعض کم فہم لوگوں نے امام ابو حنیفہؒ پر اعتراض کیا ہے کہ آپؒ بعض چیزوں میں قصاص کے قائل نہیں صرف دیت کے قائل ہیں تو اس کے امام صاحب فرماتے ہیں کہ اصل تو قصاص ہی ہے مگر وہ اعضاء کہ جن میں قصاص ممکن نہیں وہاں دیت ہوگی مثلاً امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عورت کسی مرد کے اعضائے تناسل کاٹ دے تو دیت ہوگی نہ کہ قصاص کیونکہ اس کے بدلے عورت کی کونسی عضو کاٹی جائے گی۔ لہذا اسی صورت میں دیت کے بغیر مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ لہذا شیخ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ عین اسلام کی روح ہے[45]۔

9۔ صوفیانہ انداز سے استدلال:

مفسر صفدر صاحبؒ بعض مقامات پر صوفیانہ انداز میں تفسیر کی ہے۔

مثلاً قرآن مجید میں ارشاد ربّانی ہے۔

"اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ط اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ"[46] آپ ﷺ پڑھ کر سنائیں جو آپؐ کی طرف وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کریں بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑھ کر ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اس آیت کریمہ میں دو امور کا حکم فرمایا ہے ایک قرآن پاک کی تلاوت کا کیونکہ اس کے ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور ایک صغیرہ گناہ معاف ہوجاتا ہے۔ دوسری امر نماز قائم کرنے کا کہ یہ بے حیائی اور فحش باتوں سے روکتی ہے۔ فحش اس عمل کو کہتے ہیں جو عملاً ہو مثلاً زنا کرنا شراب پینا وغیرہ جبکہ منکر اس عمل کو کہتے ہیں جسکا تعلق زبان سے ہو مثلاً گالی دینا اور غیبت وغیرہ۔ مفسر لکھتے ہیں کہ نماز عملی برائی سے اور قولی برائی سے بھی روکتی ہے، لہذا نماز کا اہتمام کرنا چاہئے۔

10۔ جغرافیائی مقامات کی وضاحت:

اسی طرح قرآنِ پاک میں مذکور ہر جغرافیائی حالات اور زمینی خدوخال بھی شیخ صاحبؒ نے تفسیر میں بیان کرتے ہیں۔

اس ضمن میں قرآن پاک میں حضرت موسیٰؑ کے اپنی قوم سے خطاب کے بارے میں ارشاد ربانی ہے یعنی "يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۔۔الیٰ آخرہ"[47] ترجمہ: اے میری قوم داخل ہو جاؤ اس پاک سرزمین میں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مقدر کر رکھی ہے۔

شیخ صاحبؒ کے ارض مقدس کے بارے میں الفاظ کچھ یوں ہیں کہ شام، لبنان، اردن، کنعان اور جو علاقہ یہودیوں کے پاس ہے اور ایشیائے کوچک کا کچھ حصہ جو ترکوں کے پاس ہے۔ یہ وسیع تر علاقہ ارض مقدس کہلاتا ہے۔ اس علاقہ کو ارض مقدس اس لیے کہتے ہیں کہ یہاں بے شمار پیغمبر تشریف لائے اور ان کی قبریں بھی اسی علاقہ میں ہیں۔ یہ بڑا زرخیز اور ٹھنڈا علاقہ ہے۔ ہر طرح کے پھل اس علاقہ میں وافر مقدار میں ہوتے ہیں۔ اس کا پانی صاف ستھرا ہے[48]۔

11۔ شاذ اور مردود تفسیری اقوال کی نشان دہی:

بہت سے امور فرق باطلہ کی جانب سے وارد شدہ اعتراضات کی دو ٹوک اور منطقی اصولوں کے مطابق رد کر کے اسلام کی اصلی تشخص کو برقرار اور اجاگر کرنے میں بہترین کردار ادا کرتے ہیں۔

مثلاً قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَا بَنِيٓ آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ"[49] ترجمہ: اے آدم کے اولاد اگر تم میں سے تمہارے پاس رسول آئیں جو تم پر میری آیات کو بیان کریں پس جو لوگ میرے احکامات کی نافرمانی سے بچے اور اپنی اصلاح کرلی تو اس کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔

تو قادیانیوں نے اس آیت کریمہ سے اپنا کفریہ عقیدہ اجرائے نبوت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اوران پر استدلال کیا ہے کہ نبوت ختم جاری ہے ختم نہیں ہوئی اور استدلال کے طور پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کہ "يَا بَنِيٓ آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ "یعنی اے آدم کے اولاد اگر تم میں سے تمہارے پاس رسول آئیں۔ ظاہر میں ارشاد ربانی سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی آدم کے پاس پیغمبر آتے رہیں گے اور حکم ہے کہ جب پیغمبر آئے تو اس پر ایمان لاؤ، چنانچہ ہم بھی بنی آدم ہیں۔ جب ہمارے پاس پیغمبر یعنی مرزا غلام احمد قادیانی آچکا ہے، تو ہم اس پر اس حکم خداوندی کے مطابق ایمان کیوں نہ لائیں؟[50]

اس باطل استدلال کا جواب حضرت شیخؒ ان الفاظ میں دیتے ہیں کہ نسلِ انسانی چلی تھی اللہ تعالیٰ نے اس وقت ہی عالم ارواح میں فرمایا تھا کہ اے بنی آدم تمہارے پاس پیغمبر آتے رہیں گے، چنانچہ اس ارشاد کے مطابق پیغمبر تشریف لاتے رہے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ تشریف لائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے "وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ"[51] کی بشارت سنائی۔ یعنی میں ایک رسول کی خوشخبری سنانے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا"

شیخ صفدرؒ نے اس حوالے سے بخاری شریف اور مسند آحمد کی حدیث پیش کی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "انا لی اسماء" بے شک میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد بھی ہوں اور احمد بھی ہوں ماحی بھی ہوں میرے ذریعے اللہ کفر کو مٹائے نگا اور سب سے بعد میں آنے والا ہوں[52]۔

جب آپ ﷺ دنیامیں تشریف لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ"[53] یعنی محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں (سب نبیوں پر مہر ہے) قرآن کی اس نص قطعی سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ نبوت جاری نہیں ہے بلکہ آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکا ہے۔

مختصر یہ کہ جس باطل فرقہ یا جس باطل جماعت نے اپنے باطل نظریات کو قرآنی آیات سے سچا ثابت کرنے کی کوشش کی، آپؒ قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں اس کا بھرپور علمی تعاقب فرماتے ہوئے اس کا رد فرمایا ہے۔

12۔ کتب تاریخ وکتب سیر کے حوالہ جات:

آپؒ سیرت نبوی ﷺ کے بارے میں مختلف واقعات کو مختلف سیرت کی کتابوں سے حولہ جات بیان فرماتے ہیں۔ مثلاً قرآن پاک میں ارشادربانی ہے:

"وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ "[54]ترجمہ: اوراہل مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا، اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، جس کے سوا تمہارا کوئی الہ نہیں ہے۔ تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے۔

شیخ صاحبؒ اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ بینۃ کا معنی معجزہ ہے اور اکثر پیغمبروں کے معجزات قرآن میں مذکور ہیں، لیکن حضرت شعیبؑ کا یہ معجزہ وضاحت کے ساتھ قرآن میں مذکور نہیں ہے تو میں نے یہ معجزہ ایک کتاب (بدائع الظھور فی وقائع الدھور) جو ایک بزرگ نے لکھی ہے میں مذکور پایا۔ اس میں انہوں نے حضرت شعیبؑ کا یہ معجزہ بیان کیا ہے کہ قوم نے شعیبؑ سے کہا کہ آپؑ ہمارے بتوں کی تردید کرتے رہتے ہو اگر آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہو توان کو بلوائیں ہمارے بت بول کر کہیں کہ واقعی شعیبؑ کا سبق اور تعلیم صحیح ہے تو ہم مان لیں گے تو یہ بات شعیبؑ نے مان لی۔

بدائع الظھور میں ہے کہ انہوں نے بڑے بت بنائے اور سنوارے ہوئے تھے اوران پر پردے لٹکائے اور خوشبوئیں لگائیں ہوئی تھیں۔ لوگ ایک دوسرے سے مذاق کرتے ہوئے اکٹھے ہوئے کہ آج ہمارے بتوں نے بولنا ہے اور شعیبؑ کی تصدیق کرنی ہے تمام مخلوق اکھٹی تھی۔ حضرت شعیبؑ جب قریب پہنچے تو بتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو اس سبق کے متعلق جو میں ان لوگوں کو دیتا ہوں کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان بتوں کو گویائی کی طاقت عطا فرمائی سب لوگوں نے سنا کہ بتوں نے بلند آواز سے کہا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے "وَأَنتَ رَسُولُ رَبِّنَا" اور آپؑ ہمارے رب کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جس چیز کو چاہے بلوا سکتا ہے۔ مگر یہ ضدی لوگ تھے اور یہ سن کر بھی ایمان نہ لائے[55]۔

حواشی

[1] ماہنامہ الشریعہ، ج19، شمارہ9، ستمبر 2008، مولانا محمد یوسف، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سرفراز خان صفدرؒ "حیات وخدمات"

[2] ماہنامہ الشریعہ، ج19، شمارہ9، ستمبر 2008، مولانا محمد یوسف، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سرفراز خان صفدرؒ "حیات وخدمات"

[3] ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ 9-10 ، جلد: 93 رمضان-شوال 1430ھ بمطابق ستمبر-اکتوبر 2009ء

[4] ماہنامہ الشریعہ، ج19، شمارہ9، ستمبر 2008، مولانا محمد یوسف، مولانا سرفراز خان صفدرؒ ولادت سے تکمیل تعلیم تک ("حیات وخدمات"

[5] مقدمہ، تفسیر "ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن" سرفراز خان صفدر، ج1، ص2، جز(ب)، طابع وناشر (لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سٹیلائٹ ٹاون گوجرانوالا، پاکستان) / ماہنامہ الفاروق کراچی، جمادالثانیہ 1430ھ تحریر (محترم محمد اقبال) / ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ9، 10، ج93، ستمبر، اکتوبر 2009ء / وفیات پاکستانی اہل قلم علما از خالد مصطفی صفحہ 225

[6] ماہنامہ الشریعہ، ج19، شمارہ9، ستمبر 2008، مولانا محمد یوسف، مولانا سرفراز خان صفدرؒ ولادت سے تکمیل تعلیم تک (حیات وخدمات)

[7] مقدمہ، تفسیر "ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن" سرفراز خان صفدر، ج1، ص2، جز(ج)، طابع وناشر (لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سٹیلائٹ ٹاون گوجرانوالا، پاکستان)

[8] مقدمہ، تفسیر "ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن" سرفراز خان صفدر، ج1، ص19، جز(ق)، طابع وناشر (لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سٹیلائٹ ٹاون گوجرانوالا، پاکستان) / حمزہ احسانی، مجلہ "صفدر" گجرات۔۔ امام اہل سنت نمبر۔۔باب(6)۔۔"تحریری خدمات

[9] مقدمہ، تفسیر "ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن" سرفراز خان صفدرؒ، ج1، ص24، جز(خ) طابع وناشر (لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سٹیلائٹ ٹاون گوجرانوالا، پاکستان)

[10] مقدمہ، تفسیر "ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن" سرفراز خان صفدرؒ، ج1، ص18، جز(ص) طابع وناشر (لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سٹیلائٹ ٹاون گوجرانوالا، پاکستان)

[11] سرفراز خان صفدرؒ، مقدمہ، تفسیر ذخیرۃ الجنان، ج1 ص36 (طابع وناشر (لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سٹیلائٹ ٹاون گوجرانوالا)

[12] سرفراز خان صفدرؒ، مقدمہ، تفسیر ذخیرۃ الجنان، ج1 ص38 (طابع وناشر (لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سٹیلائٹ ٹاون گوجرانوالا)

[13] سرفراز خان صفدرؒ، مقدمہ، تفسیر ذخیرۃ الجنان، ج1 ص31 (طابع وناشر (لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سٹیلائٹ ٹاون گوجرانوالا)

[14] سرفراز خان صفدرؒ، ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن۔ ج1، ص64

[15] ایضاً

[16] القرآن 186:2

[17] ماہنامہ الشریعہ، ج20، شمارہ7 تا10 جولائی تا ستمبر 2009، مولانا محمد یوسف، امام اہل سنت ؒ کی قرآنی خدمات اور تفسیری ذوق

[18] البقرہ 7:2

[19] سرفراز خان صفدرؒ، ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ج1 ص71

[20] القرآن 5:41

[21] القرآن 115:4

[22] سرفراز خان صفدرؒ، ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ج1 ص71

[23] القرآن 71:26

[24] مولانا محمد یوسف، امام اہل سنت ؒ کی قرآنی خدمات اور تفسیری ذوق، ماہنامہ الشریعہ، ج19، ش9 ستمبر 2008

[25] القرآن 36:11

[26] سرفراز خان صفدرؒ، ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن، ج9، ص302

[27] سرفراز خان صفدرؒ، ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ج8 ص214

[28] القرآن 24:9

[29]سنن ابی داود، ج3، ص274، ح3462، باب(فی النہی عن العَینَۃِ)لابو داود سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الازدی السِّجِستانی(متوفی:275ھ(الناشر: دار الرسالۃ العالمیۃ الطبعۃ: الاولی، 1430ھ۔2009

[30]سرفراز خان صفدرؒ، ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ج8ص214

[31]سرفراز خان صفدرؒ، مقدمہ، تفسیر ذخیرۃ الجنان، ج1ص32(طابع وناشر (لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سٹیلائٹ ٹاون گوجرانوالا)

[32]سرفراز خان صفدرؒ، ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ج2، ص255

[33]القرآن4:23

[34]القرآن4:122

[35]سرفراز خان صفدرؒ، ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ج4، ص380

[36]سرفراز خان صفدرؒ، ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ج2، ص392

[37] القرآن2:268

[38]القرآن9:62

[39]القرآن4:80

[40]سرفراز خان صفدرؒ، ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ج8، ص309

[41] سرفراز خان صفدر، ذخیرۃ الجنان، ج4، ص108

[42]القرآن4:25

[43]سرفراز خان صفدر، ذخیرۃ الجنان، ج4، ص110

[44]القرآن5:45

[45] سرفراز خان صفدر، ذخیرۃ الجنان، ج5، ص176

[46] القرآن29:45

[47]القرآن5:21

[48]سرفراز خان صفدر، ذخیرۃ الجنان، ج5، ص114

[49]القرآن7:35

[50]سرفراز خان صفدر، ذخیرۃ الجنان، ج7، ص67

[51] القرآن61:6

[52]سرفراز خان صفدر، ذخیرۃ الجنان، ج20، ص161

[53] القرآن33:40

[54] القرآن7:85

[55]سرفراز خان صفدر، ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن، ج7، ص169